ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

خواتین کا صفحہ

حضرت مائی آسیہ رضؓ

جناب ماسٹر محمد امین صاحب بورسٹل جیل، لاہور

اٹھائیسویں پارے کی آخری تین آیات میں اللہ تعالےٰ نے چار عورتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں پہلی دو عورتیں منافقہ اور دوسری دو عورتیں اللہ کی پیاری، ایماندار اور ولیۂ کاملہ تھیں پہلی قسم کی دونوں منافقہ عورتیں کافروں کے شریکِ حال تھیں اور حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کے گھروں میں تھیں۔ اور اپنی منافقت کی وجہ سے پیغمبروں کا حال کافروں کو بتلایا کرتیں۔ ان کا انجام بہت بُرا ہوا اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر جہنم واصل ہوئیں اور اللہ تعالےٰ کے پیارے انبیاء کی بیویاں ہونے کے باوجود بھی آتشِ دوزخ سے نہ بچ سکیں اور پیغمبروں کا رشتۂ زوجیت ان کو ذرا بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا۔ ان دونوں کے برعکس فرعون کی بیوی مائی آسیہؓ بنت مزاحم پکی ایماندار اور ولیۂ کاملہ تھیں لیکن آپ کا شوہر فرعون وقت کا سب سے بڑا باغی اور طاغی تھا جو اپنے آپ کو انا ربکم الاعلیٰ کہلواتا۔ لیکن وہ نیک عورت بھی فرعون کو عذابِ الٰہی سے نہ بچا سکی۔ اور نہ ہی فرعون کی شرارتوں اور بداعمالیوں کے عوض مائی آسیہؓ کو کوئی آنچ پہنچی۔ اللہ تعالےٰ نے اٹھائیسویں پارے کی آخری دو آیات میں مائی آسیہؓ اور مائی مریمؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ آج ہم آپ کو مائی آسیہؓ کے واقعات سناتے ہیں اور سب سے پہلے اُس آیت کریمہ کا ترجمہ لکھتے ہیں جو ان کی شان میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان لانے والوں کے لئے فرعون کی بیوی مائی آسیہؓ کی مثال فرمائی ہے۔ جب آپ فرعون کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ گئیں اور اس نے عذاب میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے کی پاداش آپ کے جسم مبارک کو لکڑی کے ایک تختے پر چومیخا کر کے سینے پر ایک بھاری چکی کا پتھر رکھ دیا (غالباً اسی وجہ سے آپ کو مائی آسیہؓ کے نام سے پکارا جاتا ہے) تو آپ نے اس کرب ناک عذاب کی تاب نہ لاتے ہوئے خدا کے حضور میں عرض کی "اے میرے رب! میرے لئے بہشت میں ایک گھر بنا دے۔ فرعون اور اس کی کارستانیوں سے نجات بخش اور مجھے ظالموں کی اس قوم سے بچا لے" — چنانچہ خدا تعالیٰ نے جنت میں آپ کا مکان آپ کو دکھلایا۔ اور فرعون کی اذیتوں کے باوجود دعا قبول ہو جانے اور جنت میں مکان نظر آجانے سے مرض الموت آسان ہو گئی۔ فرعون نے مائی آسیہؓ کو اس لئے عذاب دیا۔ کہ آپ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آئی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے اکثر مجادلے اور مناظرے ہوتے ان مباحثوں میں حضرت موسیٰؑ کی فتح دیکھ کر مائی آسیہؓ آپ پر ایمان لائی تھیں۔ آخری مناظرہ دربارِ فرعون میں ہوا۔ جس میں فرعون کے بہت سے حمایتی بھی ایمان لے آئے۔ فرعون جو "ربّ اعلےٰ" کہلاتا تھا مختلف لوگوں کے ایمان لانے سے دل میں سہم گیا۔ لیکن ظاہرداری کے لئے ایمان لانے والوں کو مارا۔ اور سب سے پہلے اپنی بیوی مائی آسیہؓ کو اپنی شقاوت کا نشانہ بنایا۔ ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے ڈانٹا اور کہا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دوں گا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ مگر فرعون کے ڈرانے دھمکانے اور عذاب دینے کا مائی آسیہؓ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور مائی آسیہؓ نے بھرے دربار میں اپنے ایمان لانے کا اعلان فرما دیا۔ جس پر فرعون سخت برافروختہ ہوا اور چڑ کر مائی آسیہؓ کو نہایت المناک عذاب دیا۔ مائی آسیہؓ کے حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے یا محبت ظاہر کرنے کا پہلا موقعہ اس وقت آیا جبکہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے حکمِ خداوندی سے انہیں دریا میں ڈالا تھا۔ کیونکہ نجومیوں نے فرعون کو آپ کی ولادت اور اس نومولود بچے کے ہاتھوں فرعون کی تباہی کی خبر بتلائی تھی۔ اور فرعونی طاقت پورے ساز و سامان کے ساتھ آپ کی والدہ کے گھر چھاپہ مارنے والی تھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے اپنے لختِ جگر کو قتل ہوتا دیکھنے کی بجائے لکڑی کے ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ دریائے نیل کے دو پاٹ تھے۔ ایک پاٹ فرعون کے محلات کے نیچے سے ہو کر گذرتا تھا۔ قدرت نے صندوقچے کو اس راستے پر ڈال دیا جو محلات کے نیچے سے گذرتا تھا۔ چنانچہ حضرت آسیہؓ (جو نہایت پاکباز اسرائیلی خاتون تھیں) نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا تو ان کے دل میں محبت پیدا ہوئی اور آپ نے حضرت موسیٰؑ کو اٹھوا کر فرعون کو پیش کیا کہ ہم اسے اپنا بنا لیں یہ پہلی محبت تھی جسے ہم ایمان لانے کے مترادف

(باقی ص ۱۸ پر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

فون ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

پاکستان وہندوستان	سعودی عرب، ایران، کویت، ملایا، ہانگ کانگ، افریقہ، انگلینڈ
سالانہ:- گیارہ روپے	:- سالانہ :-
ششماہی:- چھ روپے	عام ڈاک سے ۱۸٫۸۷ روپے
سہ ماہی:- تین روپے	ہوائی ڈاک سے ۵۴٫۰۰ روپے
فی پرچہ:- ۲۵ پیسے	

امریکہ:- عام ڈاک سے ۲۴ روپے ہوائی ڈاک سے ۸۳٫۸۰ روپے
بیرونی ممالک کیلئے چھ ماہ سے کم میعاد کیلئے پرچہ جاری نہیں کیا جائیگا

جلد ۸ | ۱۷ صفر المظفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۶۲ء | شمارہ ۱۱

الجزائر کی آزادی اور جشنِ آزادی

تقریباً ایک سو تیس برس تک الجزائری غلامی کی زندگی بسر کرتے رہے فرانس نے اپنی غیر معمولی طاقت اور مسلمانوں کی غفلت و بے حسی سے فائدہ اٹھا کر اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اگرچہ جزوی طور پر اس تمام عرصہ میں وہاں آزادی کے نعرے بلند ہوتے رہے اور حریت و حب الوطنی کی چنگاری سلگتی رہی مگر آٹھ سال قبل الجزائری مسلمانوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تو انھوں نے فرانسیسی نظم و نسق پر بھرپور حملہ کر دیا۔ گوریلا (بے قاعدہ) جنگ شروع کر دی۔ فرانس کے چھکّے چھوٹ گئے مگر وہ اپنی مضبوط فوجی قوت اور اتحادی ممالک کے تعاون کی وجہ سے مقابلہ میں ڈٹا رہا اور کوئی ایسا ظلم نہیں جو اس نے الجزائریوں پر روا نہ رکھا ہو۔ اس عرصہ میں آٹھ لاکھ الجزائریوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ بیس لاکھ ملک بدر کئے گئے اور تقریباً بیس لاکھ قید و بند کے شکار ہوئے۔ مگر الجزائری مسلمانوں نے قرونِ ماضی کی یاد تازہ کر دی۔ وحشت و بربریت کے ہزاروں مظاہرے، ظلم و ستم کے نئے نئے طریقے، عورتوں اور بچوں سے وحشیانہ بدسلوکی، اندھا دھند بمباری اور نئے سے نئے ہتھیاروں کا تختۂ مشق رہنا، شہروں اور آبادیوں کو چھوڑ کر پہاڑوں اور پناہ گاہوں میں پناہ لینا، ہر قسم کے مظالم اور شدائد ان کو راہِ حق سے باز نہ رکھ سکے۔ موت سے کھیلنا ان کا معمول بن چکا تھا۔ اس صبر و استقامت نے دنیا کی عظیم مادی طاقت کو شکست دے دی اور آخرکار فرانس کو جھکنا پڑا۔ گذشتہ ایک سال سے الجزائر کی باقاعدہ فوج بھی لڑتی رہی۔ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ الجزائر کے پڑوسی اسلامی ملکوں یعنی ٹیونس اور مراکش نے بھی حقِ اخوت پورا پورا ادا کیا۔ انہوں نے مجاہدینِ آزادی کو اپنے علاقہ میں پناہیں دیں اور اسلحہ بہم پہنچایا۔ اور سب سے بڑھ کر مصر کے جمال عبدالناصر نے ان کی مدد کی۔ شمالی افریقہ کا یہ اتحاد ہزاروں برکات کا حامل ثابت ہوا۔

فرانس نے دس لاکھ یورپین وہاں آباد کر رکھے تھے۔ جنھوں نے وہاں تمام ذرائع اور وسائل پر قبضہ کر رکھا تھا اور پانچ لاکھ مسلح فوج بھی ان پر مسلط کر رکھی تھی۔ مگر اس تمام ساز و سامان کے مقابلہ میں بے سر و سامانی کا لشکر غالب آیا اور قدرت نے ایک بار پھر مادی دنیا کو بتا دیا۔ کہ روحانی اور اخلاقی قوت کے مقابلہ میں مادی طاقت کو آخرکار گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں۔

یکم جولائی کو ریفرنڈم تھا۔ الجزائر کی ساڑھے ننانوے فیصدی آبادی نے آزادی کے حق میں ووٹ ڈالے۔ اور ۹ جولائی کی صبح طلوع ہوئی تو آزاد الجزائری مسلم حکومت کا مژدۂ جانفزا بھی اپنے ساتھ لائی۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ خونِ شہیداں رنگ لایا الجزائریوں کی قربانیاں قبول ہوئیں۔ آج وہاں سب سے بڑی عمارت پر الجزائری حکومت کا پرچم لہرا رہا ہے۔ الجزائریوں نے تمام ملک میں آزادی کا جشن منایا۔ ہزاروں الجزائری فوجیوں نے پہلی بار شہروں میں مسلح پریڈ کی (فرانسیسی آبادی جو آخر تک شرارت سے باز نہ آتی تھی ان کی طرف سے خطرہ تھا۔ چنانچہ بعض مقامات پر انہوں نے بم بھی پھینکے۔ ایسے علاقوں میں جلوس کے وقت الجزائری فوج کی بندوقوں کا منہ فرانسیسی آبادی کی طرف تھا اور جہاں کہیں

(باقی برصفحہ)

اَلۡمَوۡتُ جِسۡرٌ یُوۡصِلُ الۡحَبِیۡبَ اِلَی الۡحَبِیۡب

موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے

حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ کندیاں شریف اس دارِ فانی سے عازمِ ملکِ جاودانی ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ادارہ حضرت مولانا موصوف، برادرِ مرحوم مولانا محمد افضل صاحب اور خدامِ آستانہ سے اظہارِ ہمدردی کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے انعامات سے نوازے۔ آمین

پیر محمد غنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال

پیر محمد غنی قادریؒ پچھلے جمعہ کے روز گنگارام ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ زاہد و پرہیزگار سیالکوٹی بزرگ تھے

آپ کی وفات پر ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا جسے کئی اخبارات مثلاً سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور، زمیندار لاہور جنگ کراچی اور انجام کراچی نے جلی حروف میں نقل کیا ہے:-

وفات کے دس گھنٹہ بعد جب ان کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد سیالکوٹ لے جایا جانے لگا تو ان کے منہ سے "مولانا احمد علی" کے الفاظ سنائی دئیے۔ جو ان کے صاحبزادے محترم احسان قریشی صاحب ایم، اے پرنسپل گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس اور دو اور اصحاب نے سنے۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ پیر صاحب مرحوم کو قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں دفن کر دیا جائے۔

چنانچہ جنازہ کار سے اتار لیا گیا۔ اور سیالکوٹ کا پروگرام منسوخ کر کے انہیں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

ہم محترم احسان قریشی صاحب اور علامہ خالد محمود صاحب سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں اور مرحوم کے لئے دست بدعا ہیں کہ اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور درجات بلند کرے۔ آمین!

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ر صفر المظفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۳ر جولائی ۱۹۶۲ء

از جانشینِ شیخ التفسیر رحضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ــــ اَمَّا بَعْدُ

اسلام میں عورت کا مقام

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ط وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝

(الاحزاب آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ اور کسی مومن مرد یا عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رضائے مولا از ہمہ اولےٰ

اس آیت میں مرد اور عورت دونوں کے لئے ارشاد باری عزا اسمہٗ ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی نہ کریں۔ اور جب کسی کام کے متعلق حکمِ خداوندی سامنے آجائے تو مومن یا مومنہ فقط وُہ ہے جو اپنے تمام اختیارات سے دست کش ہو کر اپنی مرضی اپنے مولا کی رضا پر فنا کر دے ــ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو صریح گمراہی میں مبتلا ہوں گے۔ اور ان کا ایمان اور اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

اسلامی معاشرہ

برادرانِ محترم! اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی اور ضابطۂ حیات ہے جو ایک طرف فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اس کی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

(سورہ الانعام۔ آیت ۱۶۲)

ترجمہ:۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

اور دوسری طرف قوم کے تمام افراد کو اپنے دائرے میں لئے ہوئے ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا

ترجمہ:۔ اللہ کی رسّی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑو۔

لہٰذا جب تک فرد کی زندگی کے ہر شعبہ پر اسلام کا رنگ نہیں چڑھے گا اور جب تک قوم کے ہر ہر فرد کی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی رنگ اختیار نہ کرلے گی نہ مطلوبہ نتائج برآمد ہوں گے اور نہ ہی اسلامی معاشرہ تیار ہو سکے گا۔ اسی لئے اسلام فرد و ملّت کے باہمی تعاون سے معاشرہ کی نیو اٹھاتا ہے۔

مرد اور عورت

مرد و عورت چونکہ معاشرۂ اسلامی کی دو اہم کڑیاں ہیں۔ فطرتِ الٰہیہ نے دونوں کو حکم خداوندی کا پابند کرکے نافرمانی کی صورت میں وعیدیں سنائی ہیں اور انہیں اپنے اپنے دائرہ میں محدود کر دیا ہے

برادرانِ اسلام! حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اور چونکہ مرد و عورت کے فرائض جداگانہ حکیم بالذات کے مقرر کردہ ہیں ان میں حکمتیں ہی حکمتیں پوشیدہ ہیں اگرچہ ہم ان سب کا احاطہ نہ کر سکتے ہوں۔

آپ اگر ذرا سا غور و تدبّر فرمائیں تو صاف نظر آئے گا کہ افرادِ انسانی کی جس طرح صورتیں مختلف ہیں۔ اسی طرح ان کی استعداد، ملکات، جذبات اور اعمال میں بھی نمایاں فرق ہے۔

چنانچہ مرد اور عورت اگرچہ نوعِ انسانی سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ دونوں کے اعضاء و قویٰ مختلف قسم کے ہیں۔ اور اسی لئے توالد و تناسل کے سلسلے میں دونوں کے فرائض بھی جداگانہ ہیں۔ لیکن سلسلۂ حیات کی بقاء اور نسلِ انسانی کی حفاظت کے لئے صنفی تعلقات اور ان کے اشتراک کو ناگزیر ٹھہرایا گیا۔

اب چونکہ مرد اور عورت دو صنفی گروہ ہیں۔ ان کی عضلاتی ساخت الگ الگ ہے اور اسی لئے عورت مرد سے بہت مختلف واقع ہوئی ہے۔ عورت کے جسم کے ہر حلیہ پر اس کی صنفیّت کا اثر موجود ہے۔ یہی حال اس کے جسم کے مختلف اعضاء اور سب سے بڑھ کر نظامِ عصبی کا ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے رجحانات کی تربیّت مردوں کی نقالی چھوڑ کر اپنی فطرت کے عین مطابق کریں ــ ارتقاء تمدن میں ان کا منصب مردوں سے بلند تر ہے اس لئے انہیں وظائفِ حیات کو ترک نہ کرنا چاہئے۔

ایک مغربی مفکّر اور ڈاکٹر جو نوبل پرائز یافتہ ہیں اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں:۔

"رحم جو مادے پیدا کرتا ہے ان کا اثر تمام جسم پر جاری و ساری ہوتا ہے"۔

ایک اور جگہ وہ لکھتا ہے:۔

"جن عورتوں نے کبھی بچّہ نہیں جنا ان کا توازن دوسری عورتوں کے مقابلہ میں متناسب نہیں ہوتا۔ اور وہ اعصابی کمزوریوں کا شکار بھی زیادہ رہتی ہیں۔ غرضیکہ رحم میں بچّہ کی موجودگی عورت کی ذات پر مکمل اثرانداز ہوتی ہے"۔

آسوالڈ سوارز 'سائیکولوجی آف سیکس' میں رقمطراز ہے:۔

"عورت کے جسم کا بیشتر حصہ افزائشِ نسل کے لئے بنا ہے اور اگر عورت اپنی طبعی اور ذہنی ساخت کی اس تکمیل سے محروم کر دی جائے تو وہ مرجھا جاتی ہے لیکن ماں بننے پر وہ ایک نیا روحانی حسن حاصل کر لیتی ہے جو اس نقصان کی (جو بچّے کی وجہ سے اسے اٹھانا پڑے) بہت زیادہ تلافی کر دیتا ہے"۔

برادرانِ اسلام! دیکھا آپ نے ــ یہ مغربی مفکرین اور ڈاکٹروں کی رائے ہے جنہیں آج کل کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ اپنی نگاہوں میں بہت زیادہ وقیع خیال کرتا ہے اور اسی لئے یہ آراء پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ورنہ مسلمان کے لئے تو صرف یہی کہنا کافی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم اس طرح ہے۔ پھر ہو نہیں سکتا کہ مومن ہو اور اس پر یقین نہ لائے۔

بقائے نسل انسانی کے پیشِ نظر اور عدل و انصاف کے فطری تقاضوں کے تحت اسلام نے زندگی کے کاروبار کو مرد اور عورت کے درمیان یوں تقسیم کیا کہ آئندہ نسلوں کی پیدائش اور پرورش کا کٹھن کام عورت کے سپرد کر دیا اور چونکہ یہ کام بڑا ہی جان جوکھوں کا تھا اس لئے عورت کو زندگی کی دوسری ذمّہ داریوں سے سبکدوش کر دیا۔ اور عبادات و ریاضت میں بھی اسے رعائتیں دیں۔

اب اگر بچّہ کی زندگی کو اپنے خون سے سینچنے کے ساتھ ساتھ دوسرے کاروبارِ زندگی میں بھی اسے مردوں کے دوش بدوش حصّہ لینے پر مجبور کیا جاتا یا سامانِ معیشت کی فراہمی کا بار بھی اس کے دوشِ ناتواں پر ڈال دیا جاتا تو اس پر ظلم کے مرادف ہوتا۔ چنانچہ اسلام نے اُسے بچّہ کی پرورش اور پیدائش کے علاوہ اور کسی محنت طلب کام پر مجبور نہیں کیا۔

تقسیمِ کار

فیصلۂ خداوندی ہے کہ مرد کسبِ معاش اور بیرونِ خانہ مشاغل میں منہمک رہے۔ اور عورت باہر کی دنیا سے علیحدہ رہ کر اپنی توجّہ آئندہ نسلوں کی پیدائش اور پرورش پر مرکوز کرے اور گھر کی ملکہ بن کر رہے چنانچہ لازم تھا کہ بچّہ کی صحیح پرورش اور تربیت کے لئے عورت گھر سے باہر کے معاملات میں دلچسپی لینے کی بجائے اپنی تمامتر دلچسپیوں کا مرکز اپنے گھر کو بنائے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔

ترجمہ:۔ اور (تم عورتیں) اپنے گھروں میں بیٹھی رہا کرو۔

اس حکم خداوندی کے تحت عورتوں کا دائرہ عمل ان کا گھر قرار دے دیا گیا جہاں باہر کی دلچسپیوں سے دُور رہ کر وہ قدرت کے منشار کو پورا کر سکتی ہیں۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ گھروں سے باہر ہی نہ نکلیں۔ کاروبارِ ضروریہ کے لئے، عزیزوں سے ملنے کے لئے، ہواخوری کے لئے، تعلیم حاصل کرنے کے لئے غرض ہر جائز اور ضروری کام کے لئے وہ گھروں سے باہر جا سکتی ہیں۔ مگر اپنی آرائش اور حسن کی نمائش کے لئے کسی صورت میں قطعاً باہر جانے کی انہیں اجازت نہیں۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى

ترجمہ:۔ اور زمانۂ جاہلیّت کی طرح اپنے بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔

پابندی

اے میری عزیز بہنو! آپ پر یہ پابندی آپ کی آزادی چھیننے کے لئے نہیں عائد کی گئی۔ بلکہ زندگی کا جو اہم کام آپ کے ذمّہ ہیں ان کی ادائیگی اس کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔ اور یہ جو آپ کو باہر نکلنے سے روکا گیا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے بچّوں یا شوہر کے سوا اپنے گھروں سے باہر اپنی توجّہ کا مرکز کسی اور کو نہ بناؤ۔ اور نہ سوسائٹی کے خبیث، گندہ اور شرارت پسند عناصر آپ کی توجّہ کو گھر سے باہر کی دنیا کی طرف پھیر سکیں۔

اب صاف ظاہر ہے کہ اس غرض سے باہر نکلنے کی قطعاً ممانعت ہو گئی کہ نمائش کی جائے اپنے حسنِ جسمانی کی یا لباس کی یا دوسرے سرو سامانِ آرائش کی۔ لیکن چونکہ ضروری کاموں کے لئے باہر نکلنا پڑے گا اس لئے اس وقت کے لئے ارشاد فرمایا گیا۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط

(الاحزاب آیت ۵۹)

اے نبیؐ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے موہنوں پر نقاب ڈالا کریں۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں۔

صاحبِ ناموس اور نیکبخت عورتوں کی نشانی

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "یعنی پہچانی پڑیں کہ بی بی ہے صاحبِ ناموس —— بدذلت نہیں، نیک بخت ہے اور بدنیّت لوگ اس سے نہ انجھیں۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھ دیا یہ حکم بہتری کا ہے"۔

اس طرح اسلام نے عورت کے احترام اور اس کی عصمت و عفّت کی حفاظت کو نہایت اہم قرار دیا ہے۔

اسلامی معاشرہ کا بنیادی ستون

محترم حضرات! فساد کے سرچشمے جب کبھی پھوٹتے اور نفاق و عداوت کا الاؤ جب کہیں جلتا ہے۔ اس کی تہ میں مخالفینِ اسلام کی یہ سرگرمی کارفرما ہوتی ہے۔ کہ مسلمانوں کو کتاب و سنّت کی تعلیمات سے دُور تر کر دیا جائے تاکہ اس سے پیدا ہونے والا اخلاق اور خدا ترسی کا پودا ان میں جڑ نہ پکڑنے پائے۔ وُہ چاہتے ہیں کہ سارا ماحول نیکی اور تقویٰ سے اس طرح خالی رہے جس طرح خود ان کی زندگیوں کے اوراق ان پاکیزہ نقوش سے خالی ہیں اور اس سلسلہ میں ان کی مفسدانہ کوششوں کا بہت بڑا ہدف عصمت و عفت ہوتی ہے۔ کیونکہ اسلامی معاشرہ کے اس بنیادی ستون کو ڈھائے بغیر وہ اپنی ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات کی تعمیر نہیں کر سکتے۔

شرم و حیا

عصمت و عفّت، اخلاق و خدا ترسی اور نیکی و تقویٰ کے لئے شرم و حیا کا وصف ایک بنیادی جوہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے۔ جو انسان کو بُرے کاموں، بُری باتوں اور فواحش و منکرات سے روکتا ہے اور اچھّے اور شریفانہ کام کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس طرح ایمان کی تقویت کا باعث ہے۔

چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ۔

ترجمہ:۔ حیا ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔

ایک اور حدیث میں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ

(رواہ مالک مرسلاً)

ترجمہ:۔ زید ابن طلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر دین کا کوئی خاص وصف ہوتا ہے اور اسلام کا وصفِ خاص حیاء ہے۔

غور فرمائیے۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کو ایمان کا اہم شعبہ اور اسلام کا وصفِ خاص قرار دے کر کس قدر اہمیت اس کی واضح فرمائی ہے۔

برائیوں کی جڑ

عزیز بہنو! حیاء چونکہ بدیوں سے باز رکھنے والی اور وقارِ نفس اور پارسائی

کا سرچشمہ ہے اس کی ضد لامحالہ فواحش کا پیش خیمہ اور برائیوں کی جڑ ہو گی ۔ چنانچہ اگر شہوت رانی اور بے حیائی کو برائیوں کی جڑ گردانا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

ارشادِ باری عزاسمہٗ

اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ بے حیائی معاشرہ کی برائیوں کی جڑ ہے۔ خداوند قدوس نے اپنے بندے اور بندیوں کو اس سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک واضح ہدایت ان الفاظ میں فرمائی :۔

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلًا ۔

ترجمہ :۔ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یہ کھلی ہوئی بے حیائی ہے اور بہت بری سڑک ہے ۔

یہاں زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کہہ کر خداوند قدوس نے اِس کھلی ہوئی بیحیائی (زنا) کی حُرمت کو مضبوط و محکم کر دیا ہے اور اس حکم سے اُن اسباب اور وسائل کی بھی بیخ کنی کر دی ہے جو زنا تک لے جانے والے ہیں چنانچہ اس آیت کے تحت مردوں ، عورتوں کا اختلاط یا میل جول اور ہنسی و مذاق قطعی ممنوع ہے ۔ ایک ہی مکان کے اندر غیر محرم مرد و زن کی بود و باش ، دلربائی اور حسن نمائی کے طریقے نظر بازی وغیرہ ۔ کسی طرح جائز نہیں ۔

اب اسی حرمت کو مزید مضبوط کرنے کے لئے سَآءَ سَبِيْلًا بھی فرمایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو کوئی زنا کرتا ہے وہ اپنے گھر تک زنا کے لئے ایک سڑک بناتا ہے ۔ وہ جس سڑک پر چل کر دوسروں کے پاس پہنچتا ہے اس سڑک پر چل کر دوسرے اُس کے گھر آ جاتے ہیں ۔ حکم دیا گیا۔

وَ لَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ

ترجمہ :۔ کسی عورت کا کوئی مرد آشنا نہ ہونا چاہئے ۔

وَ لَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ

ترجمہ :۔ اور کسی مرد کی کوئی عورت آشنا نہ ہونی چاہئے ۔

ترجمہ :۔ اس پارسائی اور حیاداری کو قائم رکھنے کے لئے تدبیر بھی بتائی ۔ اور اس کی تعمیل بھی فرض ٹھہرا دی :۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔ (النور ع ۳۰)

ترجمہ :۔ ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں ۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں ۔

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۔

(النور ع ۳۱)

ترجمہ :۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں ۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں ۔

اس حکم کے بعد یہ بھی فرما دیا :۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔

ترجمہ :۔ فحش کی کھلی چھپی سب قسموں کو میرے رب نے حرام کر دیا ہے ۔

خواتین سے خطاب

معزز بہنو ! ان واضح احکاماتِ اسلامی کی موجودگی میں کسی مومنہ عورت کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ دینِ حق سے بے راہروی اختیار کرے ۔ ایسا کرنے کی صورت میں دین اور دنیا دونوں برباد ہو جائیں گے ۔ دنیا میں سکون قلب میسّر نہیں آئے گا ۔ ذلت ہو گی زندگی اجیرن ہو جائے گی ۔ اور آخرت میں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا ۔

اے میری عزیز بہنو ! اسلام دینِ فطرت ہے ۔ یہ فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے ۔ اب اس سے گریز فطرت سے گریز ہوگا اور جس کا نتیجہ یقیناً اچھا نہیں ہو سکتا ۔

مغربی مفکّرین کی چیخ و پکار

عزیز بہنو ! جن لوگوں نے اسلامی تعلیمات سے رُوگردانی کی ، انجام کار انہیں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا ہی پڑا —— آج مغرب زدہ خواتین جو یورپین تہذیب کی تقلید میں اپنے آپ سے بیگانہ ہو گئی ہیں اگر مغربی مفکرین کی آراء پر ہی نظر ڈال لیں تو انہیں پتہ چل جاتا کہ عورت کے دکھوں کا مداوا مغربی تہذیب و تمدن نہیں بلکہ اسلام کا لافانی نظام ہے ۔

چنانچہ ولی ڈرم کہتا ہے کہ

عورت کی صنعتی زندگی میں انہماک نے خانہ داری کی زندگی میں تنزّل پیدا کر دیا آہستہ آہستہ اس کا پرانا کام اس سے چھن گیا جس سے گھریلو دلچسپیاں خاک میں مل گئیں اور وہ خود بے کار اور اطمینان و چین سے محروم رہ گئی ۔ اور جب گھر خانہ داری کے مشاغل اور زندگی کی ہماہمی سے خالی ہو گیا تو مردوں اور عورتوں دونوں نے اسے چھوڑ دیا ۔ غرض ایک ادارہ جو دس ہزار برس سے قائم تھا ایک نسل کی جنبش حیات میں اجڑ کر تباہ و برباد ہو گیا ۔

ایک اور مغربی مفکّر اپنا رونا یوں روتا ہے :۔

” آج تاریخِ عالم میں ہمیشہ سے کہیں بڑھ کر یورپ اور امریکہ کے ہر شہر میں آنکھیں رکھنے والوں کے لئے ایسی باعزت لڑکیوں کی کثرت ہے جو بہت سی وجوہات کی بناء پر صنفی ہیجان اور تسکین کے لئے مردوں سے آگے بڑھ کر اختلاط پر آمادہ رہتی ہیں ۔ یہ تہذیب جدید کی غیر پیشہ ور عورتیں ہیں ۔

ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ناطیمہ دیوی اپنا دکھ ان الفاظ میں بیان کرتی ہے :۔

” موجودہ تعلیم کالج کی پڑھی ہوئی اوسط درجہ کی ایک لڑکی کی اصلی قدر و قیمت کو گرا دیتی ہے جو اسے مرد کی رفیقہ حیات کی حیثیت سے حاصل ہونی چاہئے تعلیم یافتہ بیوی جو بیشتر کتابوں کا کیڑا ہوتی ہے جب خانہ داری کا کاروبار چلانا پڑتا ہے تو وہ اکثر ناکام رہتی ہے ۔ “

دورِ حاضر کا سب سے بڑا انگریز مؤرخ پروفیسر ” ٹائن بی “ بیان کرتا ہے :۔

” تاریخ شاہد ہے کہ قوموں کے زوال کا زمانہ وہی ہُوا کرتا ہے جبکہ عورتیں امورِ خانہ داری کو خیرباد کہہ دیتی ہیں ۔ “

لندن کے ایک میڈیکل اخبار کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں :۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ وُہ عورتیں جو خودکشی کرتی ہیں ان کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے اور سبب اس زمانہ کی عورتوں کی معاشی ذمہ داریوں کا وہ بوجھ ہے جو انہوں نے اپنے اوپر لاد لیا ہے ۔ “

اب برطانوی وزارت داخلہ کی سالانہ رپورٹ کی خبر بھی سن لیجئے :۔

” عورتوں اور نوخیز لڑکیوں کے گروہ نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے ۔ پچھلے سال چوری اور رہزنی کے الزام میں سات لاکھ ۴۴ ہزار لڑکیوں اور عورتوں کو گرفتار کیا گیا تھا ۔ اور دس ہزار لڑکیاں جن کی عمر ۲۰ سال سے کم ہے ۔ بداخلاقی اور فسق و فجور پر اکسانے کے الزام میں ماخوذ ہوئی تھیں (باقی ص۱۷ پر)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۹ر صفر المظفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲ر جولائی ۱۹۶۲ء

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے مجلسِ ذکر کے بعد حسبِ ذیل تقریر ارشاد فرمائی :-

(نظر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــ اَمَّا بَعْدُ

دینِ حق کا تقاضا

دنیا میں روزِ اوّل سے لے کر آج تک انسانوں کے دو سلسلے چلے آتے ہیں اور قیامت تک چلتے رہیں گے۔ نیکی کی طرف رغبت دلانے والے، احکامِ خداوندی کی تابعداری کرنے والے، قانونِ خداوندی کی طرف دعوت دینے والے، برائی کے مٹانے میں شب و روز کوشاں اور رضائے الٰہی کے طالب اشخاص سلسلۂ خیر کی کڑی بنے ہوئے ہیں اور بدیوں کے خوگر، دینِ حق کے مخالف، شیطانی عزائم و افعال کے مبلغ اور اغراضِ نفسانی کے اسیر سلسلۂ شر کی کڑی ہیں۔

پہلا گروہ جس قدر محبتِ الٰہی اور انقطاع ماسوی اللہ میں ترقی کرتا ہے اس کے اعمال میں اخلاقِ ربّانی اور انوارِ الٰہی کی فراوانی ہوتی جاتی ہے۔ اس کی روحانیت بلند ہو کر فیضانِ الٰہی کی آماجگاہ بن جاتی ہے اور مرتبۂ انسانیت کے حدِّ کمال کی طرف دوڑتا نظر آتا ہے اس کی منزل، منزلِ الٰہی ہوتی ہے۔ اور یہ ان راہوں سے ہو کر گذرتا ہے جو اولیاء اللہ کی راہیں ہیں۔ لیکن دوسرا گروہ قواءِ شیطانیہ کی طرف بڑھتا ہے اور ایمان باللہ اور ذہاب الی اللہ سے دُور تر ہوتا جاتا ہے۔ شقاوت و خباثت، کفر و نفاق، فسق و فجور میں ترقی کرتا ہے، ابلیسی منزلیں اُسے پیش آتی ہیں۔ اور وہ ان راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ جو شیطان کے چاہنے والوں کی راہیں ہیں۔

محترم حضرات! جس طرح دنیا میں انسان کے جسم کی ترقی اور تکمیل کے لئے قانونِ ارتقاء جاری ہے اور انسان ایک غلیظ قطرے اور رینگنے والے کیڑے سے بالآخر حسن و جمال کی ایک مورت بن جاتا ہے بعینہٖ اسی طرح روحانیت کے بھی مدارج ہیں۔ ایمان باللہ کی بنیاد پر اعمالِ صالحہ کی عمارت جوں جوں استوار ہوتی جاتی ہے اور اس میں جس قدر ترقی ہوتی جاتی ہے انسان کی معنوی زندگی ادنٰی مرتبہ سے اٹھ کر اعلیٰ مراتبِ حیاتِ الٰہیہ تک جا پہنچتی ہے۔

اس کی ابتداء اعمالِ صالحہ کے درجہ سے ہوتی ہے اور انتہا مقامِ نبوّت کے فیضان پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالٰی ہمیں سلسلۂ خیر کی کڑی بنائے، مقامِ نبوّت کے انوار و تجلّیات سے پوری طرح فیضیاب ہونے کی توفیق دے اور تزکیۂ نفس و اتقاء کے اعلٰے مقام پر فائز فرمائے۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

ترجمہ:- آدمی انہیں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ اُسے محبت ہوگی۔

صاف ظاہر ہے اگر ہمیں نیکوں سے محبت ہوگی، نیکوں کے طریق پر چلیں گے تو یقیناً انجام بھی انہی کے ساتھ ہوگا۔ اور اگر بدوں کی صحبت میں زندگی کی بہاریں ضائع کر دیں گے اعمالِ صالحہ سے گریز اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے گریز کریں گے تو حشر بھی بدوں کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے :-

اَلدُّنْیَا مَزْرَعُ الْاٰخِرَۃِ

ترجمہ:- دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جو بوؤگے سو کاٹوگے۔ اگر دنیا میں یہ ناممکن ہے کہ جَو کا بیج ڈال کر گندم کاٹی جائے تو یہ بھی امرِ محال ہے کہ آدمی بدی کا تخم بو کر آخرت میں نیکی کا ثمرہ اٹھائے۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جَو زِ جَو

پھر یہ بھی قاعدہ ہے کہ جس قدر عمدہ بیج کوئی ڈالے گا فصل بھی اتنی ہی عمدہ تیار ہوگی ـــ جتنا گڑ ڈالوگے اتنا ہی میٹھا ہوگا ـــ چنانچہ جتنی زیادہ محبت آپ کو اہل اللہ سے ہوگی نیکی سے رغبت بھی زیادہ ہوگی اور انجامِ کار مقامِ قرب بھی اسی قدر ہوگا۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ

(النساء ع ۹)

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کا فرمانبردار ہو۔ تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا۔

اسی طرح جس قدر استقامت آپ کو نصیب ہوگی، حق پر ڈٹے رہنے کا جذبہ قوی اور پائے ثبات میں استقلال زیادہ ہوگا۔ پامردی اور باطل سے ٹکرا کر اُسے پاش پاش کر دینے کا ولولہ جس شدّت سے دل میں موجزن ہوگا۔ درجات بھی اتنے ہی بلند ہوں گے۔

آخر مجاہدے اور ریاضت بے معنی تو نہیں۔ اللہ تعالٰی انسانوں کو آزمائش کی بھٹی میں ڈال کر دیکھتے ہیں اور امتحان کرتے ہیں کہ بندہ کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں میرے لئے اٹھا سکتا ہے ـــ مسلمان ہونا کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔

یہ جان جوکھوں کا کام ہے ؎
یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

یہ جان کا سودا ہے۔ عشاقِ حقیقی اور محبانِ صادق زندگی کے بدلے جمالِ جاناں کا نظارا بہت ہی سستا سودا سمجھتے ہیں۔ اور جب وہ سنتے ہیں کہ زندگی کے حقیر نذرانے کے عوض جمالِ محبوب کی نعمت میسّر آرہی ہے تو ان کی آتشِ شوق بھڑک اٹھتی اور تیز تر ہو جاتی ہے ؎

یہ سن کے چلے ہیں دیوانے شاداں شاداں فرحاں فرحاں
مقتل میں جمالِ جاناں کا جانے سے نظارا ہوتا ہے

اور اسی پر بس نہیں۔ وہ تو جان دے کر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی محبوبِ حقیقی کا حق ادا نہیں ہوا ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آپ تاریخِ اسلام کا مطالعہ کریں۔ ہمارے اسلاف اسی جذبہ سے سرشار،

پامردی و عزیمت کی جیتی جاگتی تصویریں نظر آئیں گے ـــ جہاں کہیں حق و باطل میں معرکہ آرائی ہوئی، اللہ کے نام کی عظمت اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر مر مٹنے کا سوال پیدا ہوا، دینِ حق پر کوئی آڑا وقت آ گیا، طاغوتی طاقتوں نے سر اٹھایا اور حق و صداقت کی آواز دبتی دکھائی دی تو کبھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کا ہدیہ پیش کرکے دین کی عزت رکھ لی۔ کبھی امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قید و بند کی صعوبتیں جھیل کر حق و صداقت کی حفاظت کی، کبھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی صدائے عزیمت آڑے آ گئی، کبھی سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی شکل میں آوازۂ حق بلند ہوا، کہیں شیخ الہندؒ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا میں اسیر ہو کر بھی حریت کا علم بلند کیا۔ کہیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے روپ میں بولتا ہوا دینِ حق کا مجسمہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے سینہ سپر ہو گیا۔ اور کہیں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں رشد و ہدایت کا آفتاب فروزاں باطل پرستوں اور مادیت زدہ ذہنوں کو چکا چوند کرنے کے لئے دینِ مبین کے مطلع پر نمودار ہوا اور روحانیت کی طرف سے تمام مخالفینِ اسلام کے لئے چیلنج بن کر اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر رہا۔

برادرانِ محترم! حق و باطل اور خیر و شر کے مقابلہ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ہمارے اسلاف نے مصائب سے منہ موڑا ہو، تکالیف برداشت کرنے سے روگردانی کی ہو، جی ہارا ہو ـــ یا میدانِ وغا میں کودنے سے جی چرایا ہو۔ وہ ہمیشہ یقین کامل، عزمِ مسلسل، عملِ پیہم اور استقامت کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سیلِ باطل کے سامنے سینہ سپر ہوتے اور میدانِ عمل میں اپنی جان کی آخری بازی ہارنے سے بھی قطعی گریز نہ کرتے۔

عزیزانِ گرامی قدر! یہ تو اکثر ہوا کہ ان کی گردنیں راہِ خدا میں تن سے جدا ہو گئیں۔ لیکن چشمِ فلک نے یہ نظارا کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ ان کی گردنیں غیر اللہ کے سامنے جھکی بھی ہوں ـــ بے شک وہ گردنیں جو کسی غیر کے آگے بھی جھکتی ہوں وحدہٗ لا شریک خدا پر ایمان لانے والے مردانِ ذی وقار کی گردنیں نہیں ہو سکتیں۔

برادرانِ عزیز! آج شیطانی قوتیں اپنے پورے زور و شور سے حصارِ اسلام پر تابڑ توڑ حملے کرنے میں مصروف ہیں مختلف انداز میں مختلف برائیاں معاشرہ میں جڑ پکڑ رہی ہیں۔ دینِ حق پر استہزاء ہو رہا ہے۔ دینی عظمتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ شعائرِ اسلامی کی توہین کھلے بندوں جاری ہے۔ حق مظلوم اور باطل کھُل کھیل رہا ہے۔ آپ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ حق کی حمایت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کے لئے اپنے اسلاف کی سنّت کو تازہ کریں۔ باطل کے مقابلہ پر ڈٹ جائیں اور اپنی ضمیر سے فیصلہ کرنے کے بعد اعلان کریں کہ ہماری جانیں تو قربان ہو سکتی ہیں مگر دینِ خداوندی کی عظمت پر حرف آئے اور ناموسِ رسالتؐ پر حملہ ہو یہ ہمیں کسی شکل اور کسی صورت میں گوارا نہیں۔

اسلام آپ سے اسی کا تقاضا کرتا ہے اور گنبدِ خضرا کا مکین اسی کا آپ سے آج طالب ہے۔

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ممکن و ناممکن

سلیمی شرقپوری۔ پاکپتن

بنیں پارسا اولیائی بھی کر لیں
بہت اونچی شانِ گدائی بھی کر لیں

فلک پر ستاروں کی محفل جہاں ہے
میسّر وہاں تک رسائی بھی کر لیں

حکومت کو ہم دولتِ فقر بخشیں
فقیری میں یوں شہنشاہی بھی کر لیں

بنی نوعِ انساں نہیں اس پہ نازاں
فرشتوں سے گر ہمنوائی بھی کر لیں

کلیمی میں پہلی سی شوکت کہاں ہے!
سرِ طور وہ خود سرائی بھی کر لیں

فضاؤں پہ ہم لاکھ قبضے جمائیں
مطیعِ قوّتِ کہربائی بھی کر لیں

زمیں پر جہاں چاہیں سکّہ بٹھائیں
ہر اک بحر میں ناخدائی بھی کر لیں

کریں لاکھ مل کر زمیں والے کوشش
ملائک سعیِ انتہائی بھی کر لیں

جتن کر کے میں دیکھ لوں اس جہاں میں
بہت کوششیں میرے بھائی بھی کر لیں

یہ ممکن تو ہے خاک پر بسنے والے
اگر کفر شانِ خدائی بھی کر لیں

سلیمی نہ ہو گا کبھی، وہ کسی کو
شریکِ سرِ مصطفائی بھی کر لیں

جناب مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب، ایبٹ آباد

قرآنی تعلیمات[1]

میں

حقوق و فرائض خواتین

آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے یورپ اور ایشیا میں عورت کی جو حیثیت تھی۔ اس پر تاریخ عالم کے صفحات گواہ ہیں۔ اس تعلیمیافتہ دور میں ان کا اعادہ چنداں ضروری نہیں۔ سب سے پہلے داعیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون کو اس کا وہ صحیح مقام عطا کیا جو اس کے تحفظ نفس، تحفظ عزت و عصمت کا کفیل ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات اس قدر واضح اور صاف ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی دستور اس کا بدل پیش نہیں کر سکتا ذیل میں آیاتِ قرآنی کی روشنی میں ان صفتوں پر مختصر سا تبصرہ کیا جاتا ہے خداوند قدوس ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرماویں۔

۱۔ خاتون بھی کائناتِ انسانی کی اسی طرح اساس ہے جس طرح مرد ہے فرمایا۔

يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى (الحجرات ع۱۳۔ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اے انسانو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔

۲۔ مرد اور عورت دونوں ہی انسانوں کی افزائش نسل کا موجب ہیں۔ فرمایا۔

وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً (النساء ع۱)

ترجمہ:۔ اور ان دونوں کے ذریعہ سے بہت مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

۳۔ جس طرح مرد اور اس کے اعمال کا ثمرہ ملے گا۔ اسی طرح عورت کے اعمال بھی ضائع نہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کی سعی اور جد و جہد اسی طرح بارآور ہوگی جس طرح مرد کی محنت بارآور ہوگی۔ فرمایا:۔

اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ (آل عمران ع۱۹۵)

ترجمہ:۔ میں کسی شخص کے کام جو کہ تم میں سے کرے ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے ہو۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (النحل ع۹۷)

ترجمہ:۔ جو شخص نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس کو بالطف زندگی دیں گے اور ان کے اعمال کا بہترین اجر عطا کریں گے۔

۴۔ خاتون کے وجود سے اطمینان انسانیت ہے اس کے بغیر تسکین حاصل نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا۔ (اعراف ع۱۸۹)

ترجمہ:۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا۔ تاکہ وہ اس جوڑے سے تسکین حاصل کرے۔

۵۔ مرد اور عورت تہذیب انسانی اور انسانیت کے حقوق کا تحفظ کرنے میں برابر کے حق دار اور شریک ہیں۔ ارشاد فرمایا:۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط (البقرہ ع۱۸۷)

ترجمہ:۔ تمہاری عورتیں تمہارے اوڑھنے اور بچھونے ہیں اور تم ان کے اوڑھنے اور بچھونے ہو۔

۶۔ عورت صرف گھر کی چوکیدار نہیں یا مرد کی محکوم نہیں بلکہ اس کو بھی حق ملکیت اسی طرح حاصل ہیں جس طرح مرد کو حاصل ہیں۔ فرمایا:۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ط وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط (النساء ع۳۲)

ترجمہ:۔ مرد جو کچھ کماتے ہیں ان کا حصّہ اس سے ہے اور عورتیں جو کماتی ہیں ان کا حصّہ اس سے ہے۔

اسی حق ملکیّت کو ابدی اور دوامی قرار دیتے ہوئے اسلام نے سب سے پہلے عورت کو حق وراثت دیا وہ وراثت وراثت بھی ہو سکتی ہے اور مورث بھی ہو سکتی ہے۔ ارشاد قرآنی واضح ہے:۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○ (النساء ع۷)

ترجمہ:۔ مردوں کے لئے حصّہ ہے ان سب چیزوں سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لئے بھی حصّہ ہے۔ اس سب مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار ہر اس مال سے جو کم ہو یا زیادہ اور یہ حصّہ مقرر شدہ ہے۔

یعنی (الف) مرد اور عورت دونوں وارث ہیں (ب) عورت آٹھ حالات میں وارث ہو سکتی ہے اگر بنظرِ عمیق دیکھا جائے تو عورت مجموعی طور سے مرد سے زیادہ مالیت کی وارث ہو سکتی ہے۔ یعنی خاوند کے مال سے، بیٹے بیٹی کے مال سے، بھائی بہن کے ترکہ سے، ماں باپ اور دادا کے ترکہ سے اپنا حق لے سکتی ہے۔

۷۔ عورت بھی تقویٰ اور خشیت الہٰی کے بلندترین مقام پر فائز ہو سکتی ہے جس طرح ایک مرد اطاعت خداوندی کے باعث مقام تقدس تک پہنچ سکتا ہے آخر جہاں ابراہیم بن ادہم کا نام مردوں کے لئے باعثِ فخر ہے وہاں رابعہ بصریؒ کا اسم گرامی باعثِ شرف ہے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

[1] جو صاحب خیر اس مضمون کو پمفلٹ کی صورت میں طبع کرا کے تقسیم کریں ان کو اجازت ہے۔

وَالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (الاحزاب ۳۵)

ترجمہ:- یقین رکھو کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، راستباز مرد اور راستباز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، زنا سے بچنے والے مرد اور زنا سے بچنے والی عورتیں اور اللہ تعالٰے کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالٰے نے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

۸- کسی عورت کو تہمت لگانے والا سخت مجرم ہے۔ فرمایا:-

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاجْلِدُوْہُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَہُمْ شَہَادَۃً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(النور ۴)

ترجمہ:- اور جو لوگ پاک دامن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں اور اس پر چار گواہ نہیں پیش کر سکتے تو ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی کبھی بھی گواہی قبول نہ کرو۔ اور وہ نافرمان ہیں — یعنی پاک دامنوں کو تہمت لگانے والے کی تین سزائیں ہیں۔

(الف) ان کو اسّی کوڑے مارو (ب) ان کی شہادت کبھی بھی قبول نہ کرو (ج) وہ فاسق ہیں۔

۹- خاتون کا امتیازی وصف قرآن کریم میں

قرآن حکیم میں اللہ تعالٰے کے باغی اور نافرمان بندوں کے نام لئے گئے اور فرمانبرداروں کا ذکر ان کے ناموں کے ساتھ کیا گیا۔ فرعون، ہامان، ابولہب کے مقابلہ میں موسٰی، ہارون اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامیہ آتے ہیں — مگر خداوند قدوس کا کس قدر احسان ہے کہ کسی عورت کا نام تک قرآن کریم نے نہیں لیا نام کو بھی مستورات کے زمرے میں شمار فرمایا۔ نیک عورتوں میں سے سب سے بڑی نیک عورت فرعون کی بیوی ہے جس کو خداوند قدوس نے سچے ایمان داروں کے لئے بطور مثال مثالی مومنہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ م

(التحریم ۱۱)

ترجمہ:- اللہ تعالٰے مومنوں کے لئے مثال (نمونہ) بیان فرماتے ہیں فرعون کی بیوی کی۔

اس کے برعکس اللہ تعالٰے نے نافرمانوں کا نمونہ پیش کرتے ہوئے بھی دو عورتوں کا ذکر فرمایا۔ مگر وہاں بھی بجائے ان عورتوں کے ناموں کے خاوندوں کی نسبت کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہے

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ط (التحریم ۱۰)

ترجمہ:- اللہ تعالٰے کافروں کے لئے نمونہ بیان فرماتے ہیں نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویوں کا۔

زلیخا کا ذکر کرتے ہوئے بجائے نام کے اشارۃً فرمایا:-

وَرَاوَدَتْہُ الَّتِیْ ہُوَ فِیْ بَیْتِہَا عَنْ نَّفْسِہٖ (یوسف ۲۳)

ترجمہ:- اور پھسلانا چاہا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا اس کے جی سے۔

دشمن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ابولہب کا نام تو لے لیا مگر اس کی بیوی کا نام پردہ میں رکھتے ہوئے فرمایا:-

وَامْرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ (تبت)

ترجمہ:- اور اس (ابولہب) کی بیوی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے۔

صرف حضرت مریم علیہا السلام کا نام لیا وہ بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

المسیح بن مریم

۱۰- تشریع میں عورت کی یادگار

اسلامی فریضہ حج اور عمرہ کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد قرآنی ہے:-

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ

(بقرہ ۱۵۸)

ترجمہ:- بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالٰے کی نشانیوں میں سے ہیں۔

مگر یہ کیوں تشریع اسلامی کا ایک رکن بنا دیا گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک خاتون نے بامر خداوندی اپنے خاوند کی اطاعت کرتے ہوئے اس بے آب وگیاہ وادی میں کچھ وقت گذارا اور پانی کی تلاش میں ان دونوں ٹیلوں کے درمیان دوڑیں۔ خداوند قدوس نے ان دونوں کو آثار متبرکہ قرار دیتے ہوئے من شعائر اللہ فرمایا اور ہر حاجی اور معتمر پہ دوڑنا لازمی قرار دے دیا۔

قرآن کریم نے سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ النساء، سورہ الطلاق، سورہ نور میں مفصل احکام ارشاد فرمائے۔ ویسے ہر سورہ میں خواتین کے لئے احکام کا معقول ذخیرہ موجود ہے۔

سیرۃ سیدالانبیاء کی روشنی میں خاتون کا بہت بڑا مقام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا راز سب سے پہلے اپنی زوجہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ رض کو بتایا۔ اس عالم ناسوت سے جانے کی خبر بھی صرف اپنی لخت جگر فاطمہ رض کو دی اور اس مقدس سفر سے رخصت کے وقت جسد اطہر سے جس کی گود مشرف کرنے کا اعزاز ملا وہ بھی ایک خاتون عائشہ ہے (رضی اللہ عنہن) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کم از کم دو بیٹیوں کی تربیت کرنے والا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حقوق کے ساتھ فرائض

میری محترم بہنو! عزیز بچیو! یہ تو آپ جانتی ہیں کہ حقوق کے ساتھ کچھ فرائض بھی ہوا کرتے ہیں۔ قرآن حکیم نے جس طرح خواتین کے حقوق بیان فرمائے اسی طرح فرائض کو بھی واضح فرمایا اور ان حقوق کو واضح فرماتے ہوئے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ سب مسلمانوں کو خداوند قدوس اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کامل رکھنا چاہئے مسلمانوں کے دل میں یہ وسوسہ بھی نہ گذرنا چاہئے کہ خداوند قدوس اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حقوق کو پامال کر دینگے یا جن حقوق کے وُہ حقدار ہیں وہ ان سے سلب کر لیں گے۔ یہ تو ظلم ہے اور خداوند قدوس اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے بالاتر ہیں (سبحان اللہ) چنانچہ ارشاد فرمایا:-

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَہُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِہِمْ ط وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ

ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝ (الاحزاب ع۳۶)

ترجمہ:۔ کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کوئی حکم دیں تو انہیں اپنے اس کام میں کچھ اختیار باقی رہے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تو وہ کھُلا گمراہ ہُوا۔

یعنی ایمان لے آنے کے بعد تو سراپا تسلیم و رضا ہونا چاہئیے نہ کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد بھی اپنا اختیار چلانا شروع کر دیں۔ اطاعت تو اسی کا نام ہے اور یہی ایمان اور اسلام ہے وگرنہ خدانخواستہ اگر یہ عقیدہ دل میں پیدا ہو گیا کہ خدا اور رسولؐ نے جو فرائض میرے ذمے لگائے ہیں یہ میرے حال کے مناسب نہیں۔ تو دوسرے الفاظ میں خداوند قدوس کی ربوبیت، رحیمیت، علم و حکمت پر اعتراض ہے اور یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ارشاد فرمایا:۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

(النور ۴۷ تا ۵۲)

ترجمہ:۔ اور (بعض لوگ) زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اطاعت بھی کی مگر پھر (عمل کے وقت) کچھ لوگ پھر جاتے ہیں اور وہ در اصل ایمان لانے والے نہیں۔ اور خصوصاً جب ان کو اللہ اور رسول (قرآن و حدیث) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو ایک گروہ اچانک منہ پھیر لیتا ہے۔

اور اگر ان کو حق پہنچتا ہو (نفع ہو) تو پھر اس کی طرف گردن جھکائے آ جاتے ہیں کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسولؐ ظلم کرے گا۔ بلکہ یہی لوگ ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے جب انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

(یاد رکھو) اور جو اطاعت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور اس سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

یعنی مومن مرد اور عورت کو خداوند قدوس اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آنے کے بعد یہ خیال بھی نہ کرنا چاہئیے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان پر ظلم کرے گا یا ان کے حقوق کی پامالی کی جائے گی۔

خاتون کے فرائض

اجمالی طور سے قرآن حکیم کی روشنی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ عورت کی تین حیثیتیں ہیں اور ہر حیثیت کے علیحدہ علیحدہ فرائض ہیں۔ وہ تین حیثیتیں یہ ہیں (بیٹی۔ بیوی۔ ماں) قرآن حکیم نے تینوں حیثیتوں کے فرائض کی نشان دہی کی ہے۔

۱۔ بیٹی ہونے کی حیثیت سے خاتون کا فرض ہے کہ وہ والدین کی اطاعت کرے۔ ان کی خدمت کرے مشکلات میں ان کا ہاتھ بٹائے کوئی ایسی بات یا کام نہ کرے جس سے والدین کے ناموس پر دھبّہ آئے۔ سورہ مریم اور سورہ القصص میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا ذکر موجود ہے۔

۲۔ بیوی ہونے کی حیثیت سے اس کے فرائض زیادہ ہیں۔ وہ ایک طرف پورے گھر کی مالکہ اور متصرفہ ہوتی ہے اور ایک لحاظ سے وہ جواب دہ بھی ہوتی ہے۔

قرآن حکیم نے نظام خانہ داری کی تقسیم اس طرح فرمائی کہ امور خانہ داری کے لئے کمرشل صیغے کا مالک تو خاوند ہے مگر امور خانہ داری کی منصوبہ بندی کی مہتمم اس کی بیوی ہے۔ متذکرہ آیات میں عورت کے اسی فریضہ کو بیان فرمایا مرد کے ذمّے اس کا نان و نفقہ اور دوسری ضروریات زندگی عائد کر دیں اور اس کو اس امر کا مکلف فرمایا کہ عورت کا نان و نفقہ پیدا کرے۔ ادھر عورت کو مرد کے احکام اور اس کی بالا دستی تسلیم کرنے کا حکم فرمایا ارشاد گرامی ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ (النساء ع۳۴)

ترجمہ:۔ مرد، عورتوں پر بالا دست ہیں (ایک تو) اس واسطے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ اور (دوسرا) اس واسطے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ پھر جو نیک عورتیں ہیں وہ تابعدار ہیں مردوں کی ان کی پس پشت بھی اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں

یعنی مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے وہ اس لئے کہ ایک تو یہ فطری بات ہے جیسا کہ کائنات میں بعض اشیاء کو بعض پر شرف حاصل ہے حالانکہ کائنات ارضی ہونے کے لحاظ سے سب اشیاء برابر ہیں۔

اور دوسرا اس لئے کہ مرد نکاح کے وقت بھی حق مہر ادا کرنے کا مکلف ہے (نہ کہ عورت) مرد کے ذمّے عورت کا لباس اور دوسری ضروریات زندگی ہیں۔ تو اب وفاداری اور نیکی کا تقاضا یہ ہے کہ عورت خاوند کی وفادار رہے اور وہ امور خانہ داری میں اپنے فرائض کو پورا ادا کرنے کی سعی کرے۔ اس میں عورت پر نہ تو کوئی ظلم ہے اور نہ اس کی حق تلفی ہے۔ بلکہ قرآن حکیم نے اس کو جزوی فضیلت قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ

(بقرہ ۲۲۸)

ترجمہ:۔ اور دستور کے مطابق عورتوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔ البتہ مردوں کو

ان پر فضیلت ہے۔

اگر نان و نفقہ، حق مہر ادا کرنے کی طاقت نہ ہو تو قرآن حکیم نے نکاح کرنے ہی سے روک دیا ہے۔ آج ہماری اکثر بہنیں قلب موضوع کر کے امور خانہ داری کا بوجھ بھی اپنے سر پر لے رہی ہیں اور نان و نفقہ پیدا کرنے کی ذمہ دار بھی بن رہی ہیں اسی کا نتیجہ نکل رہا ہے کہ جس خاتون مشرق کو صالحات کا ایک فرد ہونا چاہئے آج خاوند کی ٹانگیں توڑنے سے بھی دریغ نہیں کر رہی۔

قرآن حکیم نے خاتون کی تیسری حیثیت ماں کی قرار دی ہے۔ اولاد کی ساری تربیت تو ماں ہی کے ذمے ہے تمدنی طور سے ماں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آج تک زبان کو مادری زبان سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ پدری زبان کوئی نہیں کہتا۔ یعنی ماں سب سے پہلی معلم ہے اس کے ذمہ اولاد کی تربیت کا فریضہ لگا دیا گیا ہے۔ اقبال نے اسی تربیت کے مختلف مدارج کو کیا خوب ادا فرمایا ہے:

کودک ما چوں لب از شیر تو شست
لا الہ آموختی او را نخست

تربیت کی ساری ذمہ داری ماں پر ڈالتے ہوئے اقبال کا مشورہ یہ ہے:

اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اس تعلیم پر عمل کا نتیجہ

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب تک مسلمان خواتین نے حقوق و فرائض کے سلسلے میں قرآنی تعلیمات کو مشعل راہ بنایا وہ دنیا میں گوہر آبدار ہو کر چمکیں ــــ اطاعت احکام خداوندی میں خاتون کا درجہ مردوں سے کم نہیں رہا ــــ

آخر وہ بھی ایک خاتون ہی تو تھی۔ جس کو اپنی ساری کائنات کا احد کے میدان میں لٹ جانے کا فکر نہ تھا بلکہ یہی فکر رہا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلامت رہیں۔

ام عطیہ بھی ایک خاتون ہی ہے جو اپنے حقیقی بیٹے کی موت کے تیسرے دن بعد صرف اس لئے خوشبو لگا لیتی ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سوائے خاوند کی موت کے) کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

یہی واقعہ زینب بنت جحش کا ہے جس نے اپنے حقیقی بھائی کی موت پر تیسرے دن خوشبو لگا لی تھی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون کو اطاعت خداوندی، قنوت اور خشوع کی پابندی کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ

"جس شریف اور جمیل بیوہ نے اپنی یتیم اولاد کی پرورش پر اپنے حسن و جمال آرائش و آسائش کو قربان کر دیا وہ اور میں قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے"

(ابوداؤد)

جب تک خاتون خاتون رہی تاریخ عالم گواہ ہے کہ اس نے حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت حفصہؓ، حضرت ام رقیہؓ جیسی حافظ قرآن خاتونیں پیدا کیں۔ اور ام سعدؓ جیسی معلم تفسیر القرآن خاتون مسلمانوں کو دی۔

علم حدیث میں حضرت عائشہؓ سے دو ہزار دو سو احادیث روایت ہیں۔ ام عطیہ اسماء بنت ابی بکر، ام ہانی، فاطمہ بنت قیس کا شمار اولیں محدثین میں ہوتا ہے۔ شہرہ بنت نصر باقاعدہ درس حدیث دیا کرتی تھیں۔ قاہرہ میں نفیسہ محدثہ سے امام شافعی جیسے جلیل القدر امام نے حدیث پڑھی۔ بخاری شریف کے متداول نسخوں میں سے ایک نسخہ کریمہ بنت احمد کا بھی ہے۔ محدث ابن عساکر کے اساتذہ میں خواتین بھی ہیں۔ علم فقہ میں صحابیہ حضرات کو چھوڑ کر بعد میں بھی باکمال خواتین پیدا ہوئیں جن میں کتاب الاموال مرتبہ ابی عبید ثقفی متوفی ۲۲۴ھ کی راویہ شہرہ بنت ابی نصر قابل ذکر ہے۔ اور اسلام کے فوجداری قانون کی کتاب کتاب الآیات مرتبہ امام ضحاک متوفی ۲۸۷ھ کی راویہ عین الشمس بنت احمد ہے۔ اسی طرح "تاریخ بیت النبی" اور "مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے مرتب علامہ نورالدین سمہودی کی استاد کمالیہ ہے۔

قرآن حکیم، احادیث نبویہ، فقہ حنفی میں خواتین کے حقوق پورے طور سے محفوظ ہیں۔ فقہ حنفی کی کسی بھی کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اس میں خواتین کے حقوق محفوظ ہیں۔ علماء اسلام نے ہمیشہ خواتین کی امداد کی، ان کے حقوق کا تحفظ کیا۔ ذیل میں صرف ایک واقعہ فقہ حنفی کے مدون امام عالی مقام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خلیفہ ابوجعفر منصور اور اس کی اہلیہ کے درمیان کشمکش تھی۔ خلیفہ کا ارادہ دوسرے نکاح کا ہوا تو اس نے اپنی بیوی کے مشورہ سے اپنے نزاع کا فیصل امام ابوحنیفہؒ کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا۔

خلیفہ:۔ ایک مرد کے لئے کتنی عورتوں سے بیک وقت نکاح حلال ہے؟

امام عالی مقام:۔ چار سے۔

خلیفہ:۔ اور لونڈیاں کس قدر رکھ سکتا ہے؟

امام عالی مقام:۔ جتنی چاہے۔ مگر ساتھ ہی عدل اور مساوات، ادائیگی حقوق شرط ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے فرمایا کہ اگر تم عدل نہ کر سکو تو ایک ہی بیوی رکھو۔ اس پر خلیفہ خاموش ہو گیا اور اپنے ارادے کو ترک کر دیا۔ خلیفہ کی بیوی نے امام صاحب کے پاس کافی تحفے بھیجے۔ مگر آپ نے یہ فرما کر واپس کر دئیے کہ میں نے جو کہا وہ اللہ کا دین بیان کیا۔ مجھے کسی انعام کی ضرورت نہیں۔

(ابوحنیفہ۔ از علامہ ابوزہرہ ص ۳۷)

متحدہ ہندوستان میں جہاں عورتوں کو ستی کیا جاتا تھا ان کو حقوق وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ علمائے اسلام نے قانون انگریز کو چیلنج کیا۔ اور وراثت کے فن اور علم کو جاری رکھا۔

۱ الحمیۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ کا مرتب اور مولف عالم دین ہی ہے۔ جس کو عالم اسلامی حکیم الامۃ تھانوی کے عقیدت آمیز لقب سے یاد کرتی ہے۔ جس نے ظالم اور جابر مردوں کی دستبرد سے بچانے کے لئے خواتین کے لئے فسخ نکاح کے حقوق کا تعین کیا۔ اور اسلامی حکومت نہ ہونے کے باوجود پنچایت کو اختیار دیا کہ وہ مظلوم عورتوں کی دادرسی کرے

متحدہ ہندوستان میں خواتین کو خاوندوں کے ظلم و ستم سے چھڑانے کے لئے پہلا دستور العمل جس نے اپنی ضخیم کتابوں (بغیۃ الہالک فی جواز العمل علی مذہب مالک، راحۃ الافکار فی مسئلہ خیار بلوغ، ظہور الشفقۃ فی فسخ النکاح بعجز النفقۃ) کے ذریعہ قوم کے سامنے پیش کیا وہ محی الدین قاضی غلام جیلانی

(باقی ص ۱۶ پر)

محمد شفیع عمر الدین (سانگھڑ)

بندے کی آزمائش

مالوں اور جانوں میں آزمائش

لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِکُمْ وَ
اَنْفُسِکُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ
الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْآ اَذًی کَثِیْرًا
وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ
ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۰

(آل عمران ایت ۱۸۶)

ترجمہ۔ البتہ تم اپنے مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤگے۔ اور البتہ پہلی کتاب والوں اور مشرکوں سے تم بہت بدگوئی سنوگے اور اگر تم نے صبر کیا۔ اور پرہیزگاری کی تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

یہ خطاب مسلمانوں کو ہے۔ کہ آئندہ بھی جان و مال میں تمہاری آزمائش ہوگی۔ ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ قتل کیا جانا، زخمی ہونا، قید و بند کی تکلیف اٹھانا، بیمار پڑنا، اموال کا تلف ہونا، اقارب کا چھوٹنا اس طرح کی سختیاں پیش آئیں گی نیز اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے بہت جگر خراش اور دل آزار باتیں سننا پڑیں گی ان سب کا علاج

صبر وتقویٰ

ہے۔ اگر صبر اور استقلال اور پرہیزگاری سے ان سختیوں کا مقابلہ کروگے۔ تو یہ بڑی ہمت اور اولوالعزمی کا کام ہوگا جس کی تاکید حق تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

(تنبیہ) بخاری کی ایک حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ آیت بدر سے پہلے نازل ہوئی قتال کا حکم اس کے بعد ہوا تاہم صبر و تقویٰ کا حکم مشروعیت قتال کے باوجود بھی فی الجملہ باقی ہے۔ جس پر اخیر تک عمل ہوتا رہا ہے۔ ہاں صبر و عفو اور تغلیظ و تشدید کے مواقعہ کا پہچانتا ضروری ہے۔ جو نصوص شرعیہ سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ اس آیت کو یہاں رکھنے سے شاید یہ غرض ہے۔ کہ تم کفار اور منافقین کی گستاخیوں اور شرارتوں پر حد سے زیادہ طیش مت کھاؤ۔ ابھی بہت کچھ سننا پڑے گا۔ اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔ صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو نیز دنیا کی زندگانی میں پڑ کر جو محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اس بات سے غافل نہ ہونا کہ خدا تعالیٰ جان و مال دونوں میں تمہاری آزمائش کرنے والا ہے

صبر وتقویٰ کی برکتیں

تقویٰ اور صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد ملتی ہے

۱ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْہَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۰ (الانفال آیت ۴۶)

ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤگے۔ اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے

۲۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۰ (البقرہ آیت ۱۹۴)

ترجمہ۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو۔ کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے نیز پرہیزگار اور صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

۱ فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۰ (آل عمران آیت ۷۶)

ترجمہ۔ اور اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

۲ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ (آل عمران ایت ۱۴۶)

ترجمہ۔ اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

صابر اور متقیوں کا انجام اچھا ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۰ (ھود ایت ۴۹)

ترجمہ۔ پس صبر کر۔ کیونکہ انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

لہذا

دنیا کی تگ و دو میں صبر اور تقویٰ کو ہر وقت اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیے۔ یہ دو مضبوط ہتھیار ہیں۔ جن کی بدولت زندگی کی کشمکش میں انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔ اولوالعزمی اور بلند ہمتی ان دو خصلتوں کی بدولت حاصل ہوسکتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان

آپ خود دعائیں مانگتے ہیں۔

کہ اللہ مجھے ایک نیک بیٹا عطا فرما۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ
(والصّٰفّٰت آیت ۱۰۰)

ترجمہ۔ اے رب مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر

اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ بیٹا عطا ہوا۔ جو بڑا ہوا۔ پدر بزرگوار کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا۔

اب آپ کو خواب میں حکم ہوا۔ بیٹے کو میری راہ میں قربان کر دو۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ آپ نے اس بہت بڑی آزمائش کو بسرو چشم قبول کیا۔

بیٹے سے اس بارے میں مشورہ لیتے ہیں۔ کہ میرے لخت جگر اللہ تعالےٰ کے اس حکم کے متعلق تیری کیا رائے ہے۔

لائق بیٹے نے فوراً سرِتسلیم خم کر لیا۔ اور گویا ہوئے۔

یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (والصّٰفّٰت آیت ۱۰۲)

ترجمہ۔ اے ابا! جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے آپ مجھے انشا اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے

پس شفیق باپ نے اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل ڈال دیا

رحمت باری تعالےٰ

کا ظہور ہوا۔ فوراً بیٹے کی قربانی سے روک دیا گیا۔

وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا
(والصّٰفّٰت آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھایا

سخت ترین آزمائش

یہ ایک بہت بڑی اور کڑی آزمائش تھی۔ جس میں آپ کامیاب ہوگئے۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝
(والصّٰفّٰت آیت ۱۰۶)

ترجمہ۔ البتہ یہ صریح آزمائش ہے۔

یعنی مقصود بیٹے کی قربانی نہ تھی۔ بلکہ دیکھنا تھا۔ کہ حکم خداوندی کی تعمیل بلا چوں و چرا ہوتی ہے یا نہیں۔ سبحان اللہ! باپ اور بیٹے دونوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے آگے گردنیں جھکا دیں۔ ذرا بھر جھجک محسوس نہ کی۔ کوئی حیل و حجت نہ کی۔

وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝
(والصّٰفّٰت آیت ۱۰۷)

ترجمہ۔ اور ہم نے بڑا جانور اس کے عوض دیا

یعنی ایک دنبہ عطا فرمایا جو لخت جگر کے عوض ذبح کیا گیا

قربانی کی یادگار

اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر قربانی کرنا واجب کر دی۔ جو اس مقدس واقعہ کی یادگار ہے ہمیں چاہئے بصد شوق و رغبت اسوۂ ابراہیمی علیہ السلام پر عمل پیرا رہیں۔ اور اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ شیطانی وساوس اور حُبِّ مال کو اس راستے میں حائل نہ ہونے دیں۔

قوم نوح (علیہ السلام) کا عبرت و نصیحت آمیز واقعہ

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا۔

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝
(المومنون۔ آیت ۲۳)

ترجمہ۔ پھر اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

دیکھئے آپ کی تعلیم کتنی پاکیزہ تھی۔ کہ صرف ایک خدا تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اس سے ڈرو اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بناؤ۔

مگر بدنصیب قوم

نے آپ کی نصیحت کو ٹھکرا دیا آپ کو جھٹلایا۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (المومنون ایت ۲۴)

ترجمہ۔ سو اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ یہ بس تم ہی جیسا آدمی ہے۔

پہلا پروپیگنڈا

قوم کے سرداروں کا یہ تھا۔ کہ یہ بھی ہمارے جیسا انسان ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ رسولِ خدا بن جائے۔

دوسرا پروپیگنڈا

یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ
(المومنون آیت ۲۴)

ترجمہ۔ تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

یعنی تمہارا لیڈر یا سردار بن کر رہنا چاہتا ہے

تیسرا پروپیگنڈا

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ۝

ترجمہ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے بھیج دیتا ہم نے اپنے پہلے باپ دادا سے یہ بات کبھی نہیں سنی۔

یعنی

اگر اللہ تعالےٰ کو کوئی رسول بھیجنا تھا۔ تو فرشتہ بھیجتا۔

چوتھا پروپیگنڈا

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰی حِیْنٍ ۝
(المومنون آیت ۲۶)

ترجمہ - یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس اس کا ایک وقت تک انتظار کرو

یہ ایک گندہ ترین پروپیگنڈا تھا - خود بے عقل تھے - مگر اپنے آپ کو عقلمند سمجھا - اور عقلمند اور بہی خواہ قوم (حضرت نوحؑ علیہ السلام) کو پاگل ہونے کا لقب دیا - تا کہ قوم آپ کی تعلیم پر نہ چلے -

مدد الٰہی کی درخواست

حضرت نوح علیہ السلام نے بہت طویل مدت تک قوم کو رشد و ہدایت کی پاکیزہ تعلیم دی - جب وہ کفر و شرک سے باز نہ آئے - تو آپ نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی -

رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ ۝ (المومنون آیت ۲۶)

ترجمہ - اے میرے رب! تو میری مدد کر کیونکہ اُنہوں نے مجھے جھٹلایا ہے -

یعنی اب ان کے سدھرنے کی کوئی امید نہیں - ان کے گناہ اور سرکشی اس حد تک پہنچ گئے - کہ یہ صفحہ ہستی سے مٹانے کے قابل ہیں -

درخواست کا قبول ہونا

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ (المومنون)

ترجمہ - اور ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کر - بے شک وہ غرق کئے جائیں گے -

یعنی ظالم غرق ہوکر برباد ہوں گے - ان کے بچاؤ کی جب عذاب آئے سفارش نہ کرنا -

نتیجہ یہ نکلا

مِمَّا خَطِیْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ (نوح آیت ۲۵)

ترجمہ - وہ اپنے گناہوں کے سبب غرق کر دیئے گئے - پھر دوزخ میں داخل کئے گئے - پس انہوں نے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ پایا -

یعنی جن سرداروں کے پروپیگنڈے اور بہکاوے میں آکر حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم سے بیگانہ رہے - وہ کسی کام نہ آئے - اور ہمیشہ رہنے والے عذاب میں گرفتار ہوئے -

یہ ایک امتحان تھا

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ۝ (المومنون آیت ۳۰)

ترجمہ - اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں - بے شک ہم تو آزمائش کرنے والے تھے -

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مرحوم ومغفور فرماتے ہیں - "اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں - ہم اس قوم نوحؑ سے امتحان لینے والے تھے - کہ وہ ہمارے داعی کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے"۔

لمحۂ غور و فکر

اب اپنے آپ سے سوال کیجئے کہ ہمارا حضرت سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے ساتھ کس طرح کا رویہ ہے؟

ہماری آزمائش

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ (المائدۃ آیت ۴۸)

ترجمہ - ہم نے جو تجھ پر سچی کتاب اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے - اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو تیرے پاس حق آیا ہے - اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک واضح راہ مقرر کر دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا - لیکن وہ تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمانا چاہتا ہے لہذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو - تم سب کو اللہ کے پاس پہنچنا ہے - پھر تمہیں جتائے گا - جس میں تم اختلاف کرتے تھے -

لہذا ہمیں چاہیئے - کہ ہم کوشش کرکے اس امتحان میں پورے اتریں - اپنی خواہشات کے پیچھے نہ پڑیں - ہر معاملہ میں قرآن کریم کے احکام کو اپنا دستور العمل بنائیں - نیکی کا یہی راستہ ہے - اور دونوں جہان کی بھلائی اسی میں ہے -

قبول اسلام

بروز جمعہ مورخہ ۶ / ۷ / ۶۲ جامعہ عثمانیہ مسجد سیشن کورٹ

لاہور میں نماز جمعہ کے بعد تمام نمازیوں کے سامنے جن میں سول سیشن جج جناب سردار عبدالغفور خانصاحب پی ایس - پی لاہور بھی موجود تھے مسمی جارج مسیح نے بخوشی واضی اسلام قبول کیا جس کا اسلامی نام محمد علی رکھا گیا بعد ازاں نومسلم نے دینی تعلیم کے حصول کا قصد کیا اسلام لانے کا سبب حضرت شیخ التفسیرؒ کی زندگی ہوئی -

سید موفق شاہ خطیب مسجد سیشن کورٹ لاہور

بقیہ اداریہ صد ۳ سے آگے

سے شرارت کی بُو آئی وہیں اس کی سرکوبی کر دی گئی۔

کتنا مسرّت و شادمانی کا دن تھا — اللہ اکبر — لاکھوں انسانوں کی تباہی اور قتل عام کے بعد فرعون صفت دشمن کو نگوں سر ہونا پڑا اور تقریباً ایک کروڑ فرزندان توحید لیلائے آزادی سے ہمکنار ہوئے۔ الجزائری مسلمانوں کا بچّہ بچّہ قابل مبارکباد ہے اور وہ مائیں قابل صد ستائش اور لائق ہزار تبریک ہیں جنہوں نے مغرب زدہ اور بےپردہ پاکستانی عورتوں کی طرح شرعی احکام کے خلاف زور آزمائی نہیں کی بلکہ اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کا وقار بلند کرنے کے لئے اپنے پیارے بچے پیش کئے۔ اپنی جانیں لڑائیں اپنے شوہروں کو قربان کیا اور خود بھی جنگ کے آتشین طوفان میں شعلوں سے کھیلتی رہیں آج شہید ہونے والے اللہ تعالٰے کے ہاں اس زندگی سے بڑھ کر زندۂ جاوید اور نعمتوں سے مالامال ہیں۔ اور کامیاب ہونے والے غازی دنیائے کفر کی چھاتیوں پر مونگ دل رہے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَا یُمْکِنُ مِنْ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ حَمْدُہٗ۔

اس وقت آزاد الجزائر کے وزیر اعظم یوسف بن خدہ ہیں پہلے دَور کی عبوری حکومت کے وزیر اعظم فرحت عباس اور نائب وزیر اعظم محمد بن باللہ سے ان کو اختلاف ہے۔ چند فوجی افسر برطرف کئے گئے اور خدشہ تھا کہ دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے الجزائر کہیں کانگو نہ بن جائے مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ حالات رُوبہ اصلاح ہو رہے ہیں۔

مصر کے ناصر اور مراکش و ٹیونس کے سربراہ صلح کی بات چیت کرا رہے ہیں اب محمد بن باللہ الجزائر میں داخل ہو چکے ہیں افواہ ہے کہ فرحت عباس کے حق میں یوسف بن خدہ مستعفی ہو جائینگے

بہرحال تمام مسلمانوں کو دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالٰے سے دعائیں مانگنی چاہئیں کہ وہ الجزائر کو نظر بد سے بچائے۔

اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ مراکش کے صدر مولاحسن صاحب نے الجزائر کے بعض حصّوں پر دعویٰ کیا ہے جو باعث تشویش ہے اللہ تعالٰے اپنا فضل وکرم فرمائے اور شمالی افریقہ کی ان مسلم ریاستوں کو مکمل اتحاد سے مالامال کرکے اہل باطل کے سامنے ۴

۴۔ سدِ سکندری بنائے۔ آمین!

بقیہ قرآنی تعلیمات صد ۱۳ سے آگے

ایک عالم دین ہی ہے۔

علمائے کرام تو ہمیشہ قرآن حکیم کی اُس آیت کی تفسیر کرتے رہے جس میں شہوت رانی کے لئے نکاح کرنا، داشتہ بنانا، وقت گذارنے کے لئے عورت کے جوہر عصمت سے کھیلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ آج بھی قرآن حکیم کی وہ آیات پڑھی جاتی ہیں مگر ان پر عمل کرنے کو قدامت پرستی کا نام دیا جا رہا ہے۔ قرآن حکیم تو پکار پکار کر فرما رہا ہے:۔

مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ (النساء ۲۴)

ترجمہ:۔ تم نکاح میں پاک دامنی کے لئے لانے والے ہو نہ کہ بدکاری کرنے والے ہو

مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ج (النساء ۲۵)

ترجمہ:۔ پاکدامنی حاصل کرنے والی عورتیں ہوں نہ بدکاری کرنے والی اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں۔

غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ (المائدہ ع ۵)

ترجمہ:۔ نہ بدکاری کرنے والے ہو اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے ہو۔

جذبات پر قابو پا کر ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ آج خاتون کی جان، مال عصمت کو جس بے دردی کے ساتھ لوٹا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ ان قرآنی تعلیمات سے رُوگردانی تو نہیں جس کو علمائے ملّت چودہ سو سال سے بیان کرتے چلے آئے ہیں۔

بہرکیف قرآنی تعلیمات اور ارشاداتِ نبوّت، فقہ اسلامی کی کوئی بھی دفعہ ایسی نہیں جو خواتین پر ظلم و جور کو روا رکھے آزاد اور خود دار اقوام اپنے حقوق کا تحفظ کرتی ہیں، مطالبہ کرتی ہیں مگر ساتھ ہی وہ اپنے دین اور دین کے علمبرداروں کا وقار محفوظ رکھنا بھی اپنا فریضہ سمجھتی ہیں۔ شاید اکثر لکھی پڑھی بہنوں کو معلوم ہوگا کہ:۔

۱۹۵۲ء میں جب شہزادی الزبتھ (حال کی ملکہ الزبتھ) سیلون کا دورہ کرنے والی تھیں۔ اور ان کے پروگرام میں سیلون کے بدھ مندر کو دیکھنا بھی تھا مگر انگلینڈ کی پروٹسٹنٹ چرچ سوسائٹی نے شہزادی کو بذریعہ تار مطلع کیا کہ بدھ مندر کا دیکھنا از روئے مذہب ناجائز ہے تو شہزادی نے اسے پروگرام سے خارج کرتے ہوئے چرچ سوسائٹی کا شکریہ ادا کیا۔ واللہ یھدیکم

اِستفتاء

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ آیا "آنحضرت" کا لفظ ماسوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور پر جائز ہے؟ یعنی کسی وفات شدہ بزرگ یا صحابی پر اگر یہ لفظ بولا جائے تو کیا یہ جائز ہوگا؟

براہِ کرم اس کی مدلّل وضاحت فرماکر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

محمد شریف احمد غوری، لاہور

جواب:۔ لفظ حضرت کے معنے عربی میں بارگاہ اور دربار وغیرہ کے ہیں۔ ادب و تہذیب میں یہ معمول رہا ہے کہ بڑوں کو مخاطب نہیں بناتے تھے خدام کو غلاموں کو بارگاہ کو مخاطب بناتے تھے۔ گویا ہم اس قابل نہیں کہ براہِ راست ان صاحب کو خطاب کریں بلکہ بندگانِ عالی سے عرض ہے، بارگاہِ والا میں گذارش ہے وغیرہ محاورات تھے۔ اردو میں اب حضرت بزرگ کے معنی میں بن گیا ہے اب آنحضرت کے معنی یہ ہو گئے "وہ بزرگ" اگر پہلے سے کسی بزرگ کا ذکر آ رہا ہو تو وہ بزرگ مراد ہو جائیں گے یا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آکر آنحضرت کہا جائیگا تو حضورؐ ہی مراد ہوں گے اور اگر اوپر سے کسی کا ذکر نہ ہوگا تو قاعدہ یہ ہے المطلق اذا اطلق به الفرد الکامل۔ نحو و منطق کا یہ مسئلہ بلکہ اصول فقہ کا بھی کہ جب لفظ مطلق بولا جاتا ہے اور کسی خاص کی طرف اشارہ نہیں ہوتا تو اس سے کامل مصداق مراد ہوتا ہے جب پہلے سے کسی کا ذکر نہ ہوگا۔ تو کامل مصداق اس لفظ کے حضورؐ ہی ہیں وہی مراد ہوں گے۔ آنجناب بھی اسی کا ترجمہ ہے گو اردو میں وہ آنحضرت سے ہلکا ہو گیا ہے۔ اس سے بڑے لفظ رب کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ مگر عربی میں ہے اردو میں نہیں۔ اردو میں تو یہ لفظ حق تعالٰے کے لئے ہی ہے۔ عربی میں مضاف ہو کر غیر کے لئے آ جاتا ہے مطلق ہوگا تو غیر کے لئے نہ ہوگا۔ ارجع الی ربك سورہ یوسف میں عزیز مصر کے لئے ہے۔ لہٰذا اگر اوپر دوسرے صاحب کا ذکر ہو کر آنحضرت کہا گیا ہے تو مضائقہ نہیں ورنہ پھر یہ لفظ حضورؐ کے لئے ہوگا۔

(باقی صد ۱۸ پر)

بقیہ صلا - خطبہ جمعہ

اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ڈائرکٹر نے کہا کہ عورتوں اور نابالغ لڑکیوں کے گروہوں نے لندن کے امن و امان کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ اور نوخیز لڑکیوں کے جرائم کا تناسب، لڑکوں کے جرائم سے بہت زیادہ ہے۔ اس کا سبب عورتوں کی وہ آزادی ہے جس سے وہ ہمکنار ہیں اور ٹیلی ویژن کے فحش پروگرام اور مینا و جام کی کثرت بھی اس کا بڑا سبب ہیں"۔

اب لگے ہاتھوں انگلینڈ کے ایک صوبہ کے بڑے دولتمند رئیس کا وصیت نامہ بھی اپنے لئے سرمۂ چشم بصیرت بنائیے:-

موت کے بعد جب دیکھا گیا تو لوگوں کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس نے اپنی ساری جائداد کا مالک اپنی خوبصورت سکریٹری "ماری ویرا" کو بنایا تھا۔ اور اپنی بیوی کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں چھوڑا۔

اس نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کے لئے اس لئے کچھ نہیں چھوڑا کہ وہ ہمیشہ میری بدبختی اور مستقل مصائب کا سبب بنی رہی۔ اس لئے وہ غربت اور موت کی مستحق ہے۔ میں اپنی ساری دولت اپنی اس سکریٹری کے لئے چھوڑ رہا ہوں جس سے میں نے محبت کی تھی اور اس کے ساتھ وفاداری برتی تھی اور اسی کی عنایت سے میں اپنی بیوی کے مکر و فریب پر غالب رہا"۔

مغرب زدہ پاکستانی عورتیں

عزیز بہنو! یہ کچھ یورپ پر ہی موقوف نہیں ــــ یورپین تہذیب جہاں کہیں زندگی میں داخل ہوئی ـــــ اس کے یہی برگ و بار نظر آئے۔

ہماری پاکستانی بہنیں بھی جو مغربی تہذیب و تمدن کی دلدادہ اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتی ہیں یورپ کی تقلید میں ان سے کچھ آگے بڑھ جانا چاہتی ہیں لیکن چونکہ وہ اس کے نتائج سے آگاہ نہیں اس کی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر فریفتہ ہیں ــہ

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
جو ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں ہے عیاری

علامہ اقبال مرحوم بھی اس آزادی کا شکوہ کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے وہ اس آزادی کو ملت کے لئے مہلک تصور کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ایسی عورت عفت و حیا سے ناآشنا ہو کر عشووں کے تیر برساتی ہے اور اس کی آزادگی اور آزاد روی بہت سے فتنوں کا پیش خیمہ ہے ــہ

بندہائے ملت بیضا گسیخت
تاز چشمش عشوہ ہا حل کردہ ریخت
شوخ چشم و فتنہ زا آزادیش
از حیا نا آشنا آزادیش

چنانچہ عائلی قوانین کے سلسلے میں مغرب زدہ خواتین نے جن حیا سوز حرکات کا مظاہرہ کیا، دینِ حق کا جس طرح مذاق اڑایا، تہذیب و شرافت کی دھجیاں بکھیریں اور علمائے اسلام کو جس شرمناک انداز میں گالیاں دیں اس سے تو پرانی بانس کی سرائے اور ہرن کی سرائے کی لکھنوی بھٹیاریاں بھی شرما گئی ہوں گی۔

مٹھی بھر مغرب زدہ عورتوں کے ہاتھوں اسلام، شعائر اسلام اور علمائے اسلام کی ناقابلِ برداشت توہین اور مشرقی تہذیب، اخلاق و اقدار اور اسلامی روایات کا مضحکہ اڑانا کیا اسی بے راہ رَو آزادی اور مغربی تعلیم کے برگ و بار نہیں؟

حیف صد حیف ان عقلوں پر جو شراب نوشی کو تہذیب، عقد ثانی کو ملائیت اور زنا کو روح شرافت سمجھے بیٹھی ہیں۔

یورپ کی رجعت

محترم خواتین! یورپ جس تیزی سے اس معاملہ میں ماضی کی طرف لوٹ رہا ہے اور عورتوں کی موجودہ رفتار سے جس قدر دم بخود اور حواس باختہ ہے آپ اسی قدر تیزی سے اس کی طرف کیوں بڑھ رہی ہیں؟ آپ نے آخر کیوں اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے؟ آپ کو کیا ہو گیا ہے اور آپ نے کیوں غفلت و انکار کی ساری سنتیں تازہ کرنے کی ٹھان لی ہے؟

دیکھئے! دونوں تہذیبوں کا مآل آپ کے سامنے ہے۔ ایک طرف اسلام کی مقدس تعلیم ہے جس پر عمل پیرا ہو کر آپ فطرت کے تمام تقاضے پورے کر سکتی ہیں۔ اور دوسری طرف دَورِ حاضر کی صنفی بے راہروی اور ناعاقبت اندیشی ہے۔

اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اسلام کی راہ ہدایت اختیار کرو جو تمہیں زندگی اور وقار بخش سکتی ہے یا عہد حاضرہ کی بے راہروی کا دامن تھامو جو لکھو کھہا مغربی عورتوں کو زندگی کی حقیقی مسرتوں سے محروم کر چکی ہے۔

لیکن خدا کے لئے اتنا لحاظ ضرور رکھیں۔ کہ اگر آپ کو بے راہروی، اخلاقی اقدار سے لاپرواہی اور خدا اور رسولؐ سے بغاوت ہی کرنی ہے تو اسلام کا نام لئے بغیر بھی آپ یہ کام کر سکتی ہیں ــ از راہِ کرم قرآن و سنت کی سندِ جواز اپنے نہاں خانۂ دماغ سے تلاش کرنے کی افسوسناک کوشش نہ کیجئے۔

آخری گذارش

محترم بہنو! آخر آپ اللہ کی مخلوق ہیں۔ آپ کو ایک نہ ایک دن اس کے روبرو پیش ہونا ہے۔ موت سے کسی کو مفر نہیں۔ آخرت کی دار و گیر انتہائی سخت ہو گی۔ بڑی ہی نازک گھڑی ہو گی ــ جب عذاب الٰہی سے سامنا ہو گا۔

دیکھو! اس وقت کا خیال کرو ــ آخرت کا سامان فراہم کرو۔ ایمان کی بنیاد پر اعمالِ صالحہ کی عمارت اٹھاؤ۔ خدا کے احکام کی جان و دل سے پابندی کرو، نافرمانی سے بچو۔ آؤ اور دامن محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پرور بہاروں میں سکونِ دل کی تلاش کرو، اللہ کی نعمتوں کو یاد اور اپنے محسن کی شکر گذاری شعار بنا لو کہ اسی میں فلاح دارین کا راز مضمر ہے

نوٹ:- خطبہ کے دوران مسلمان عورت سے متعلق نفیس خلیلی مرحوم کے اشعار پڑھے گئے تھے۔ جو صفحات کی تنگ دامانی کے باعث شاملِ اشاعت نہیں ہو سکے۔ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بقیہ استفتاء صلا سے آگے

اب تو غضب یہ ہے کہ اعلیحضرت دوسروں کو کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ سب سے اعلیٰ بزرگ حضورؐ ہیں۔ وہ بھی کسی کلام کے ذیل میں ہو کر ہی درست ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور

"صلی اللہ علیہ وسلم" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے۔ اور کسی پر صلی اللہ علیہ کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع یعنی آپؐ کے نام مبارک کے ذکر کے بعد دوسرے صحابہ اور آپ کے آل وغیرہ کے نام ذکر کر کے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کہہ سکتا ہے اور آنحضرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں۔ اس لئے دوسرے

۴- لوگوں پر بھی اس لفظ کا استعمال جائز ہے۔ واللہ اعلم مفتی محمد شفیع - دارالعلوم کراچی

بقیہ صٹ ۲ حضرت مائی آسیہ رضؓ

کہیں گے۔ اور اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ نجومیوں کے کہنے کے باوجود فرعون قتل موسیٰؑ سے باز رہا۔ اور آپ مائی آسیہ رضؓ کی گود میں پرورش پانے لگے۔ خدا کی شان ہے کہ اس نے اپنے دشمن کے گھر ہی حضرت موسیٰؑ کی تربیت کے سارے سامان مہیا فرما دیئے۔ اور کوئی ان کا بال تک بھی بیکا نہ کر سکا۔ ادھر حضرت موسیٰؑ کی والدہ بمقتضائے بشریت خائف ہیں کہ نہ جانے بچے کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ اور ادھر حضرت موسیٰؑ کسی انا کا دودھ نہیں پی رہے اور مائی آسیہ رضؓ پریشان ہیں۔ کہ ہر قیمت پر آپ کی تربیت کے لئے انا مل جائے۔ حکمتِ ایزدی دیکھیے کہ موسیٰؑ کی والدہ نے خفیہ طور پر ان کی بہن کو بھیجا تاکہ وہ پتہ لگائے کہ بچے کا کیا حشر ہوا۔ جب بہت سی انائیں جمع ہوئیں اور موسیٰؑ نے کسی کا بھی دودھ نہ پیا۔ تو آپ کی بہن نے مائی آسیہ رضؓ سے کہا۔ کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک انا لاؤں شاید یہ اس کا دودھ پی لے چنانچہ جب آپ کی والدہ آئیں تو آپ نے غٹ غٹ دودھ پینا شروع کر دیا۔ سبحان اللہ ایک تو موسیٰؑ ماں کی گود میں پہنچ گئے اور دوسرا سارے خاندان کی روزی کا سامان ہو گیا۔ اور آپ کی تربیت شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے ہونے لگی۔ چنانچہ جب آپ بالغ ہوئے تو ایک قبطی کو قتل کر بیٹھے اور بھاگ کر حضرت شعیبؑ کے پاس مدائن میں چلے گئے۔ وہاں ۸ سال تک حضرت شعیبؑ کی بکریاں چرائیں۔ اور معاہدہ کے مطابق ان کی صاحبزادی سے نکاح کیا اور اجازت لے کر وطن واپس لوٹ آئے۔ راستے میں کوہ طور پر خدا تعالےٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اور فرعون کے مقابلہ کا حکم دیا۔ آپ کی سفارش سے خدا تعالےٰ نے آپ کے بھائی ہارونؑ کو بھی نبوت عطا فرمائی اور دونوں بھائی فرعون کے دربار میں چلے آئے اور وہاں سے مجادلے کی ابتدا شروع ہوئی۔ آخری مجادلے کے وقت فرعون کے تمام نجومی اور ساحر اپنے پورے ساحرانہ سامان کے ساتھ آ موجود ہوئے اور حضرت موسیٰؑ کو مرعوب کرنے کے لئے اپنے سحر کا مظاہرہ شروع کر دیا۔

حضرت موسیٰؑ بھی معجزانہ طور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے مسلح تھے۔ چنانچہ جب آپ نے اپنا عصا زمین پر پھینکا تو وہ ایک بڑا اژدہا بن کر ساحروں کے تمام چھوٹے چھوٹے سانپوں کو نگل گیا۔ اور اس کے بعد فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف لپکا۔ قدرت کے اس مظاہرے کو دیکھ کر بے شمار امیر اور وزیر ایمان لے آئے۔ فرعون بھی وقتی طور پر ایمان لے آیا۔ اور اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ ایک بلند اور پختہ مینار تیار کیا جائے تاکہ میں خدا تعالےٰ کو دیکھ سکوں۔ اس ارادے کے بعد فرعون نے ایمان لانے والوں کو خوب ڈانٹ پلائی۔ اور سب سے پہلے مائی آسیہ رضؓ کو نشانہ مشقِ ستم بنایا۔ مگر اس مومنہ اور ولیٔ کاملہ نے ہر قسم کے عذاب کو بخوشی تسلیم کیا۔ اور موسیٰؑ پر ایمان لے آئیں۔ چنانچہ فرعون نے آپ کو زندہ لکڑی کے تختے پر کھینچا کر کے گاڑ دیا۔ اس دردناک عذاب سے آپ کی جان کو سخت اذیت پہنچی۔ تو خدا تعالےٰ سے فریاد کی جس کا تذکرہ سطور بالا میں گزر چکا ہے۔ خدا کی قدرت کہ فرعون جس قدر خدا تعالےٰ اور حضرت موسیٰؑ کا دشمن تھا اس کی بیوی اللہ اور موسیٰؑ کو اتنی ہی پیاری تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے مائی آسیہ رضؓ کے ایمان کو بطور مثال قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ ہماری سب بہنوں کو ایمان آسیہ رضؓ نصیب فرمائے۔ آمین

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمّد طیّب صاحب دام ظلکم مہتمم دارالعلوم دیوبند

سید امین گیلانی، شیخوپورہ

علم کی دنیا میں شہرہ ہے تمہارے نام کا
تیرا سینہ ہے خزینہ علم کا، عرفان کا
وہ ہزاروں دل ہیں جن سے تو نے ظلمت دور کی
جن کو ہے کد، وہ کریں انکار میری بات سے
دل تعجب میں ہے تیرے نطق کے اعجاز پر
نغمۂ توحید سے معمور تیرا ساز ہے

مرحبا، پرچم اڑاتا جا یونہی اسلام کا
ترجماں ہے تو نبیؐ کے خُلق کا احسان کا
روشنی ہے تیری نظروں میں چراغِ طور کی
ان اندھیروں میں تجلّی ہے تمہاری ذات سے
عقل حیرت میں ہے تیری قوّتِ پرواز پر
اے مغنّی، تیری کتنی دل نشیں آواز ہے

تو ہے ساقی علم و حکمت کا، ہمیں بھی جام دے
زندگی کے واسطے اللہ کوئی پیغام دے

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۵/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء